Digitized by Khilafat Library Rabwah

16

فون ۲۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم بدھ

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ ۸ صلح ۱۳۵۴ ہش ۸ جنوری ۱۹۷۵ء | نمبر ۶

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے

استغفار اور دعائیں کرتے رہنے سے خدا تعالیٰ بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے

"خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں بھی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں جب قبل از نزول بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خدا رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے۔ اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بدخلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔

خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایک دفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۸ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے:۔

کل طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۸ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

کل ضعف قلب کی شکایت رہی

احباب جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازئ عمر کے لئے توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے ۲۹ دسمبر ۱۹۷۴ء کو مسجد مبارک ربوہ میں عزیز ظفر احمد سرور متعلم جامعہ احمدیہ ابن مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل کا نکاح مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ ناہید اقبال بنت مکرم کیپٹن ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب مظفر گڑھ سے پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین اور جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

خاکسار کی ہمشیرہ میمونہ اکرم آجکل بہت بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے خاص کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(بشریٰ بشیر۔ ربوہ)

میری والدہ محترمہ اہلیہ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب جسم میں دردوں کی وجہ سے اکثر بیمار رہتی ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(مرزا نفیس احمد۔ سیالکوٹ چھاؤنی)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

پہلا مرحلہ ختم ہونے میں دو ماہ باقی ہیں

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی ادائیگیوں کا پہلا مرحلہ ۲۸ تبلیغ ۱۳۵۴ ہش (مطابق ۲۸ فروری ۱۹۷۵ء) کو ختم ہو رہا ہے۔ اس تاریخ تک کل وعدہ کا ۱/۱۵ وصول ہو جانا چاہیئے۔ اندرون و بیرون پاکستان کے احباب نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قراقرم کے سلسلۂ کوہ کا ہولناک زلزلہ

"برصغیر کی تاریخ میں اس کی نظیر مشکل سے ملے گی"

روز نامہ "مشرق" لاہور کے ہفتہ وار ایڈیشن "سنڈے مشرق" مورخہ ۵ جنوری ۱۹۷۵ء میں اس کے نامہ نگار کی فراہم کردہ اطلاعات پر مبنی ایک درد انگیز مضمون شائع ہوا ہے جسے "ریاض" بٹالوی نے مرتب کیا ہے۔ یہ مضمون من وعن ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

" زلزلے کی تباہ کاریوں اور آفت زدہ علاقوں کا جائزہ لینے کے لئے مشرق کی تین رکنی ٹیم کار اور ہیلی کاپٹر کے ذریعے دشوار گزار اور خطرناک سفر طے کر کے ۳۰ دسمبر کو بشام پہنچی تھی، اس ٹیم میں مشرق پشاور کے رپورٹر صلاح الدین احمد، فوٹو گرافر ولی الرحمان اور ادارے کے ایک رکن نور الحق شامل تھے، نور الحق بشام کے رہنے والے ہیں اور گائیڈ کے طور پر جماعت کے ساتھ گئے تھے، مشرق کے نمائندوں نے کوہ قراقرم کی وادیوں میں تباہی و بربادی کے دلدوز مناظر دیکھے ہیں۔ ذیل میں ان کے مشاہدات پر مبنی رپورٹ شائع کی جا رہی ہے یہ رپورٹ مشرق کے چیف رائٹر ریاض بٹالوی نے مرتب کی ہے۔

وہ ۲۸ دسمبر کی ایک بدقسمت شام تھی۔ گھلگھے اندھیروں میں لپٹی ہوئی کوہ قراقرم کی برف پوش چوٹیوں پر سکوت سا طاری تھا اور گھروں کے چولہوں سے اٹھتا ہوا دھواں، یخ فضاؤں میں آہستہ آہستہ تحلیل ہو رہا تھا۔ یہ دھواں، زندگی اور آبادیوں کی علامت ہوتا ہے۔ لیکن ان کوہساروں کی ہنستی بستی زندگی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ چند لمحوں بعد برف پوش چوٹیوں کا سکوت انسانوں کی چیخوں سے ٹوٹ جائیگا۔ اور حرکت کی علامت یہ دھواں آہوں میں بدل جائیگا۔ پانچ بجکر دس منٹ پر اچانک چھ ہزار میل میں پھیلا ہوا کوہ قراقرم کا یہ سلسلہ لرزنے لگا۔ بڑی بڑی چٹانیں چوٹیوں سے کٹ کر آبادیوں پر بارش کے قطروں کی طرح برسنے لگیں۔ پتھروں کے سینے شق ہو گئے اور آناً فاناً ہزاروں مکان پیوست زمین ہو گئے۔ چولہوں میں سلگتی ہوئی آگ بجھی تو قدرتی حسن سے مالا مال یہ طلسماتی دنیا کھنڈرات اور ویرانوں میں بدل گئی۔ زلزلے نے پل بھر میں ہزاروں افراد کو موت کی نیند سلا دیا اور بے شمار انسانوں کو زخموں سے چور چور کر دیا۔ یہ زخم روح اور جسم دونوں کو گھائل کر گئے ہیں۔

تباہ کاریاں

کہا جاتا ہے کہ قراقرم کے سلسلہ کوہ کے اس زلزلے نے جتنی تباہی پھیلائی ہے۔ برصغیر کی تاریخ میں اس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ زلزلے سے زبردست تباہی پھیلی تھی اور [illegible] سال بعد ضلع سوات اور ہزارہ کی دلکش وادیاں پٹن۔ مچال، ڈبیر اور ہزارہ کے کوہساروں الائی، پاکس، ڈاکٹ اور تیلوس پر یہ قیامت ٹوٹی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان قصبات اور دیہات کے ساڑھے ۸ ہزار مکان یا تو منہدم ہو گئے ہیں اور یا زلزلے کے جھٹکوں سے اسقدر متاثر ہوئے ہیں کہ اب وہ رہائش کے قابل نہیں رہے۔ زلزلے نے ضلع سوات میں پٹن، مچال، ڈبیر، شور گڑھ، بن کنڑ، لاہور، بشام امنرکاٹ شاہپور، کانڑہ کروڑہ، الپوری اور شانگلہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ علاقہ چین کی سرحد سے ملتا ہے اور شاہراہ ریشم یہیں سے چین میں داخل ہوتی ہے۔ ضلع ہزارہ کا الائی اور پاکس کا علاقہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد تھا اور اسی عصہ میں تبہ، تیلوس سکھر گاہ، ننڈولی پا شنتو واہ، بہ نگ اور بیلہ کے باسیوں نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ تاریخ کی اس عظیم تباہی و بربادی نے قریباً ایک لاکھ افراد کے لئے لاتعداد انسانی، معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ مشرق کے نمائندے جب پٹن پہنچے تو انہیں چاروں طرف ٹوٹی پھوٹی چٹانیں، بکھرے ہوئے پتھر اور ٹوٹے ہوئے گھروندے نظر آئے۔ چرواہوں کی اس سرزمین پر نہ چرواہے باقی رہے تھے اور نہ ہی ان کے ممیاتے ہوئے بھیڑوں کے ریوڑ، ہیبت ناک ویرانے تھے اور خاک و خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں تھیں، رونے والوں کے بین تھے اور زخمیوں کی کراہیں تھیں اور جنہوں نے بلکتے تڑپتے اور دم توڑتے ہوئے اپنے بھائیوں، باپوں، ماؤں و بچوں، دوستوں اور پڑوسیوں کو دیکھا تھا، وہ صرف خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ سکتے تھے۔

قیامت صغریٰ نے ان کی قوت گویائی اور آنکھوں کے آنسو تک چھین لئے تھے۔ ڈبیر اور مچال کے لرزہ خیز اور رقت انگیز ماحول نے آس پاس کے پہاڑوں کو بھی سہما رکھا ہے۔

"مشرق" کے نمائندے کا کہنا ہے کہ پٹن، ڈبیر اور مچال کے مکینوں کو ساڑھے پانچ بجے یوں لگا جیسے آسمانوں سے پتھروں کی بارش ہونے لگی ہے اور کوہساروں کا سینہ شق ہو گیا ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں آباد چھوٹے چھوٹے گھروندے یا تو چٹانوں کے بوجھ تلے دب کر چکنا چور ہو گئے ہیں اور یا مکینوں سمیت زمین میں دھنس گئے ہیں۔

پٹن میں جن لوگوں سے نمائندہ مشرق کی ملاقات ہوئی انہوں نے زلزلے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ زلزلے کے جھٹکے پانچ بجکر دس منٹ پر شروع ہوئے اور صبح تک وقفے وقفے بعد پہاڑ اور زمین ہلتے رہے۔ ان دیہات کے مرد نماز مغرب کی تیاریوں میں مصروف تھے اور عورتیں چولھے سلگا رہی تھیں۔ جب کہ بچے بالے بستروں میں دبکے کھانے کے منتظر تھے۔ زلزلہ اس طرح اچانک آیا کہ ایک مسجد میں موجود ۹۰ نمازی رکوع کی حالت میں زمین کے اندر دھنس گئے۔

ان علاقوں میں وہی لوگ زندہ بچے ہیں جو اپنے گھروں سے باہر کھلے مقامات پر تھے۔

مشرق کے نمائندے نے دیکھا کہ پٹن کے ایک مکان کے ملبے پر دو بچے بیٹھے ہیں، ان کی آنکھوں میں وحشت اور خوف کی پرچھائیوں کے ساتھ ساتھ انتظار کی کیفیت بھی موجود تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ صبح سے یہاں بیٹھے ہیں مگر ان کی امی اور ابا نہیں آئے۔ ایک بچے نے بڑی معصومیت اور بھولپن سے پوچھا "کیا آپ کو علم ہے کہ ہمارے ماں باپ کہاں چلے گئے ہیں؟" انہیں قطعی احساس نہیں تھا کہ موت نے انہیں یتیم کر دیا ہے اور زلزلے کے جھٹکوں نے ان کے والدین کو ان سے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا ہے۔ یہ بچے شاید کچھ اور بھی پوچھتے کہ مشرق کا نمائندہ آنکھوں میں آنسو لئے وہاں سے ہٹ گیا اور انہیں اتنا بھی نہ کہہ سکا کہ "اب تم کبھی ان کی گودوں کی گرمی محسوس نہیں کر سکو گے"۔

بشام کے طبی مرکز میں موضع لاہور کا ایک زخمی بچہ دوست محمد اپنے نئے بوٹ اور جرابیں سینے سے لگائے چپ چاپ لیٹا تھا۔ اس نے کہا کہ "میری ماں جنگل سے لکڑیاں چننے گئی ہے آتی ہی ہو گی"۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ "میرا باپ نئے کپڑے لینے شہر گیا ہوا ہے"۔ لیکن دوست محمد! تم نہیں جانتے کہ تمہارے والدین بڑی بڑی چٹانوں کے نیچے کراہتے اور سسکتے ہوئے مر گئے۔ تمہاری جوان بہنیں مکان کے ملبے کے ساتھ ہی زمین کے اندر دھنس گئی تھیں اور تمہارے گھر کی ٹوٹی ہوئی چوکھٹ پر تمہارے بڑے بھائی کا خون بکھرا ہوا ہے۔

میرو نامی گاؤں میں ایک بوڑھے عبدالحق کے مکان کی چھت گرنے سے اس کی بارہ سالہ بیٹی دم توڑ گئی۔ عبدالحق ایک پتھر لگنے سے خود بھی بری طرح زخمی ہوا ہے اور اس کی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ عبدالحق کو جب بھی ہوش آتا وہ اپنی بیٹی کو پکارتا اور کہتا "کاش میں تمہارے بجائے مر جاتا"۔ عبدالحق کو اپنے گاؤں کے امام مسجد مولوی عبدالرؤف کی موت کا بھی بہت دکھ ہے۔ اس نے بتایا کہ میرے گاؤں کے چھ سو مویشی ملبے تلے دب کر ہلاک ہوئے ہیں۔

موضع بن کنڑ میں زرگروں کے متعدد خاندان آباد تھے ان میں سے ۱۳ گھرانے موت کا شکار ہو گئے ہیں۔ زرگر خاندان کا ایک زخمی رکن شاہ نذر بشام کے ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اس نے بتایا کہ میرے بچے دیکھتے ہی دیکھتے زمین کے اندر دھنس گئے۔ اور اسی طرح صدر خان کے گھر کے تین افراد طالع زرگر کے خاندان کی دو خواتین زندہ درگور ہو گئیں۔

مشرق کے نمائندوں نے ایک عورت کو دیکھا بچہ اس کی چھاتیوں سے دودھ پی رہا تھا لیکن ماں مر چکی تھی۔ اسی جگہ بے شمار زخمی عورتیں اور بچے موت کے خوف سے دیواروں سے چمٹے ہوئے کھڑے تھے۔ اس علاقہ میں ایک نالہ بہتا ہے مگر اس وقت نالے کا پانی خشک ہو چکا تھا۔

زلزلے کی تباہ کاریوں کے عینی شاہد شبیر نے نمائندہ مشرق کو بتایا کہ وہ اپنے ایک عزیز محمد عبداللہ کی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں اس کے گھر بیٹھا تھا۔ زلزلے کا پہلا جھٹکا آیا تو وہ بھاگ کر مکان سے باہر نکل آیا اور جونہی وہ ایک کھلی جگہ پر پہنچا، مکان کی چھت ایک دھماکے سے گری اور دلہن اپنی سہیلیوں سمیت خون کی مہندی میں نہا گئی۔

خوف اور دہشت

نمائندہ مشرق نے آفت زدہ علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے ایک جگہ ایک معصوم بچے کی لاش اس حالت میں دیکھی کہ اس کے ہاتھ میں برف تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بچہ برف سے کھیل رہا ہے، اسی گاؤں میں دو بچوں کی لاشیں اس طرح آپس میں چمٹی ہوئی تھیں کہ جیسے وہ زلزلہ کی گڑگڑاہٹ سے خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے سے چمٹ گئے ہوں۔ ایک مکان کے اندر چند عورتیں آگ تاپ رہی تھیں کہ چھت ان پر آن گری اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئیں۔ ایک مردہ بچے نے رنگین کپڑے پہن رکھے تھے شاید وہ کسی شادی میں شریک ہونے کے لئے اپنے باپ کی آمد کا منتظر تھا۔ دو چھوٹے چھوٹے بچے اپنے گھر کے قریب بیٹھے حسرت سے اس طرف دیکھ رہے ہیں۔ ان بے چاروں کے ماں باپ ملبے تلے دب کر ہلاک ہو چکے تھے اور ایک دکھیاری عورت اجڑے گاؤں سے دور ایک ویران راستے پر بیٹھی شہر گئے ہوئے اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن اس کا شوہر دریائے سندھ کے کنارے ایک درخت کے نیچے دبا پڑا تھا"۔

(روز نامہ مشرق ۵ جنوری ۱۹۷۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شان قرآن مجید

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد فاضل)

(۲)

قرآن مجید کے چھ عظیم الشان فضائل

ان قرآنی اسماء کا خصوصاً اور قرآن مجید کا عموماً ابتدائی مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قرآن کی وہ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے" (خطبہ الہامیہ ص۵۹) اس ضمن میں قرآن مجید کے بے شمار فضائل میں سے چھ فضائل واضح طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

۱۔ قرآن مجید کامل کتاب ہے۔
۲۔ قرآن مجید زندہ کتاب ہے۔
۳۔ قرآن مجید غیر محدود کتاب ہے۔
۴۔ قرآن مجید بے نظیر کتاب ہے۔
۵۔ قرآن مجید عالمگیر کتاب ہے۔
۶۔ قرآن مجید انقلابی کتاب ہے۔

اب میں رعایت وقت سے اس اجمال کی کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

کامل کتاب

قرآن مجید کی پہلی فضیلت یہ ہے کہ وہ ایک کامل کتاب ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدہ :۴)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا ہے۔

امت مسلمہ کے لئے دائمی عید

بخاری شریف میں لکھا ہے یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم عید مناتے۔ (بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ مصری ص۱۸) خلیفۃ الرسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کو عرفہ کے دن نازل ہوئی اور بحمد اللہ یہ دونوں دن ہمارے لئے عید کے دن تھے۔ (در منثور جلد ۲ ص۲۵۸) یقیناً نوع انسان اور بالخصوص امت مسلمہ کے لئے اس سے بڑی دائمی عید اور کیا ہو سکتی تھی کہ اسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کامل و مکمل کتاب نصیب ہوئی ؎

کروڑ جاں ہو تو کر دوں فدا محمدؐ پر
کہ اس کے لطف و عنایات کا شمار نہیں

وضاحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کامل کتاب ہونے کی وضاحت بڑے سادہ اور آسان پیرایہ میں کی ہے۔ فرمایا:۔

"یورپین لوگ ایک قوم سے معاہدہ کرتے ہیں۔ الفاظ کی ترکیب عبارت اس طرح رکھ دیتے ہیں کہ دراز عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔"
(ملفوظات جلد ۲ ص۲۳۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک کے لئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں۔" (چشمہ معرفت ص۲۲۲)

؎ یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اس سلسلے میں حضرت مہدی موعودؑ نے خاص طور پر اس نکتہ پر زور دیا کہ:۔

"خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے جدید علوم پیدا ہوں گے اور خود مسلمانوں میں کیسے کیسے خیالات کے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ ان سب باتوں کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو اور وہ قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔" (ملفوظات جلد ۱ ص۴۲)

مذاہب عالم کو چیلنج

حضورؑ نے مذاہب عالم کو یہ زبردست چیلنج بھی دیا:۔

"اگر کوئی شخص قرآن شریف کے اس معجزہ کا انکار کرے ..... تو ہم ہر پہلو سے قرآن کریم کا اعجاز ثابت کر کے دکھلا دیں گے اور بتلا دیں گے کہ تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔"
(ملفوظات جلد ۱ ص۲۸۱)

حضرت اقدسؑ نے مزید فرمایا:۔

"اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔"
(براہین احمدیہ ص۲۶۱ حاشیہ ۱۱)

زمانہ حال کے مشہور فلسفی مورخ آرنلڈ جے۔ ٹائن بی کا یہ نظریہ ہے کہ مستقبل میں یا تو مختلف مذاہب ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں گے یا کوئی ایک مذہب سب پر مکمل کامیابی حاصل کرے گا۔ ("مطالعہ تاریخ" (A STUDY OF HISTORY) جلد دوم باب ۲۶۔ مؤلف آرنلڈ جے ٹائن بی تلخیص ڈی سی۔ سومرویل) مگر حضرت بانی جماعت احمدیہؑ نے خدا سے علم پا کر یہ قطعی اور یقینی خبر دی کہ:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو، قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک شخص مسلمان ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں یہ گواہی دوں اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں ہے جبکہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر کار اسلام کو غلبہ ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ ...... یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ آسمان پر قرار نہ پاوے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر کار اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔"
(پیغام صلح ص۱۱)

؎ اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

زندہ کتاب

قرآن مجید کی دوسری عظیم الشان فضیلت اور خوبی یہ ہے کہ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝
(الحجر)

اس قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

چنانچہ جہاں دوسری الہامی کتابیں تحریف اور کمی بیشی کا شکار ہو گئیں (حضرت مصلح موعود نے دیباچہ تفسیر القرآن میں اس کی متعدد مثالیں دے کر ثابت کیا ہے) وہاں چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود قرآن حکیم کے کسی ایک لفظ بلکہ نقطہ یا شعشہ تک میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذرہ برابر کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ نہ قیامت تک آسکتی ہے۔

ایک معاند اسلام کی شہادت

چنانچہ سر ولیم میور جیسے بدترین معاند اسلام اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں لکھتے ہیں کہ:-

"ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اُسے استعمال کیا کرتے تھے۔"

(لائف آف محمد ص ۵ مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء)
(ترجمہ)

ہو اسلام کیوں کمزور دُنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآں سینوں میں

ناقابل تنسیخ

قرآن مجید اس پہلو سے بھی زندہ کتاب ہے کہ اس میں تخفیف سی تخفیف تنسیخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف خاتم کُتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغییر کر سکتا ہو۔"

(ازالہ اوہام جلد اول ص ۱۳۷-۱۳۸)

حفاظت معنوی کا بابرکت نظام

اس کلام اللہ کے زندہ ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ اس کی حفاظت معنوی کے لئے مجدد دین آتے اور اکابر کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ ان مجددینِ اسلام میں وہ بزرگ بھی تھے جنہوں نے علم کلام کی رُو سے قرآن شریف کی عظمت کو قائم کیا اور وہ صاحب خوارق و کرامات علمائے ربانی بھی تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی اتباع کی برکت سے آسمانی نشانوں کے ذریعہ قرآن کی فتح کے نقارے بجا دئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے جیسا کہ سید عبد القادر جیلانیؒ اور ابو الحسن خرقانیؒ اور ابو یزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ اور محی الدین ابن العربیؒ اور ذو النون مصریؒ اور معین الدین چشتی اجمیریؒ اور قطب الدین بختیار کاکیؒ اور فرید الدین پاک پٹنیؒ اور نظام الدین دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندیؒ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسلام میں گذرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزار ہا تک عدد پہنچا ہے۔" (کتاب البریہ ص ۴۳، ۴۷)

اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں:-

"درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمت محمدیہ بھی باوجود طوفان بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۸۱)

پھر پوری قوت و شوکت سے اعلان کیا:-

"یہ پاک تعلیم ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کے لئے طیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص ۲۳)

۵؎ پہلے سمجھتے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو دیکھا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

موجب انوار و برکات

قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے پر ایک محکم دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے متبعین کو آسمانی انوار و برکات سے نوازا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے بیان کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

"لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام اُن کے دلوں پر اُترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جاوے تو ان کا عرق بجز حبّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سُنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ اُن سے پیار کرتا ہے اور اُن کی در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس اُس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُس کے اور وہ اُن کا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۲-۲۱)

عصر حاضر میں زندہ کتاب کی منادی

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے اور اس کے زندہ فیوض و برکات کا عملی ثبوت دینے کے لئے مہدی موعود علیہ السلام کو کھڑا کیا۔ چنانچہ آپ نے نہایت پُر شوکت انداز میں یہ منادی کی کہ:-

"مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کر دوں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلے تمام غیر مذاہب والے .... خاموش ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں .... خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں ...... آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۱-۶۲)

مصطفےٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

زکوٰۃ کی ادائیگی
اموال کو بڑھاتی اور
تزکیہ نفس کرتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست عطیہ دہندگان برائے علاج نادار مریضان

فضل عمر ہسپتال ربوہ

(یکم ستمبر ۷۴ء تا ۳۰ ستمبر ۷۴ء)

احباب کرام تمام عطیہ دہندگان کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے آمین۔

دس روپے سے کم عطیہ دینے والے احباب کے نام شائع نہیں کئے جارہے قارئین کرام ان عطیہ دہندگان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

(۱) محترمہ والدہ صاحبہ شیخ عبدالمنان صاحب ربوہ	۱۰-۰۰
(۲) " امۃ القیوم صاحبہ دارالعلوم شرقی ربوہ	۱۰-۰۰
(۳) مکرم چوہدری نثار احمد صاحب باجوہ دارالصدر غربی ربوہ	۲۰-۰۰
(۴) " عبدالغفور صاحب سانگلہ ہل	۱۰-۰۰
(۵) " مینیجر صاحب P.I.A گولبازار ربوہ	۵۰-۰۰
(۶) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۵۰-۰۰
(۷) مکرم میجر ولی الرحمٰن صاحب راولپنڈی	۳۰-۰۰
(۸) محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی کراچی	۲۵-۰۰
(۹) مکرم شادی خان صاحب آف آسٹریلیا	۱۲۷-۱۶
(۱۰) " سید ناصر صاحب K.M.C سائٹ کراچی	۴۰-۰۰
(۱۱) محترمہ بیگم امینہ عنایت صاحبہ ناظم آباد کراچی	۲۰-۰۰
(۱۲) مکرم عبدالواحد صاحب گوجرخان	۵۰-۰۰
(۱۳) محترمہ بیگم صاحبہ محمود احمد صاحب ناصر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	۱۰-۰۰
(۱۴) مسز سلیم ملک اختر صاحب منگلا چھاؤنی	۱۰۰-۰۰
(۱۵) محترمہ امۃ الحی خالد صاحبہ محمد علی سوسائٹی کراچی	۳۰-۰۰
(۱۶) مکرم چوہدری نبی احمد صاحب ماڈرن موٹرز کراچی	۵۰-۰۰
(۱۷) محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالحمید صاحب مرحوم ربوہ	۲۰-۰۰
(۱۸) " امۃ الباری نعیم صاحبہ محمد علی سوسائٹی کراچی	۲۵-۰۰
(۱۹) مکرم ڈاکٹر محمد طارق صاحب ملائشیا	۴۰-۰۰
(۲۰) " فضل علی صاحب پوکن سکنہ کھوکھرہ آزاد کشمیر	۶۰-۰۰
(۲۱) محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ربوہ	۱۰-۰۰
(۲۲) مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب نیازی البشریٰ ربوہ	۵۰-۰۰
(۲۳) محترمہ نبیلہ صاحبہ معرفت صلاح الدین ایوبی صاحب ربوہ	۵۰-۰۰
(۲۴) مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کھاریاں	۱۰-۰۰
(۲۵) محترمہ صفیہ اختر صاحبہ دارالصدر جنوبی ربوہ	۱۰-۰۰
(۲۶) لجنہ اماء اللہ جیکب آباد	۱۵-۰۰
(۲۷) مکرم محمد رفیق، محمد صدیق صاحبان بذریعہ چوہدری نور احمد صاحب سیکرٹری مال لاہور	۱۰۰-۰۰
(۲۸) " ملک منور احمد صاحب رحمان پورہ۔ لاہور	۱۰-۰۰
(۲۹) " " مبارک احمد صاحب " "	۵۰-۰۰
(۳۰) محترمہ ڈاکٹر محمودہ مبشر صاحبہ لاہور چھاؤنی	۱۰-۰۰
(۳۱) مکرم چوہدری حمد الٰہی صاحب اسلامیہ پارک لاہور	۲۵-۰۰
(۳۲) " ملک منور احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور	۱۰-۰۰
(۳۳) محترمہ والدہ رفیق احمد صاحب " "	۱۰-۰۰
(۳۴) مکرم شیخ خلیل احمد صاحب " "	۲۵-۰۰
(۳۵) محترمہ بیگم محمد عبداللہ صاحب " "	۱۰-۰۰
(۳۶) مکرم شیخ رفیق احمد صاحب لیبیا دارالذکر لاہور	۱۰-۰۰

(باقی)

مقالہ برائے سال ۱۹۷۵ء

مرکز کی طرف سے مضمون نویسی کا ایک انعامی مقابلہ ہر سال کروایا جاتا ہے جس میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام کو سالانہ اجتماع کے موقع پر بالترتیب ۱۰۰ روپے، ۶۰ روپے اور ۴۰ روپے کے نقد انعامات دیئے جاتے ہیں۔ ہر شہری مجلس کے لئے ضروری ہوگا کہ اس مقابلہ میں اس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور شریک ہو۔ ۱۳۵۳-۵۴ سنہ ہش کے لئے عنوان "سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (صدق و وفا)" ہے۔ ۱۲ ہزار سے ۱۵ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ مقالے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۵ء ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

مجوّزہ کتب برائے مطالعہ سال رواں

۱-	نومبر، دسمبر	لیکچر لاہور
۲-	جنوری	فتح اسلام
۳-	فروری	احمدی و غیر احمدی میں فرق
۴-	مارچ	شہادۃ القرآن
۵	اپریل	توضیح مرام
۶-	مئی	برکات الدعا
۷-	جون	دافع البلاء
۸-	جولائی	آسمانی فیصلہ
۹-	اگست	کشتی نوح
۱۰-	ستمبر	لیکچر لدھیانہ
۱۱-	اکتوبر	ایک غلطی کا ازالہ

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اعلان نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم ثناء اللہ سلمہ اللہ کا نکاح عزیزی امۃ المالک سلمہا اللہ تعالیٰ دختر مکرم برادرم مولوی عبدالغفور صاحب سیکرٹری مال دارالنصر غربی ربوہ کے ہمراہ بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۹ ؍ دسمبر ۱۹۷۴ء بعد نماز فجر مکرم و محترم جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر محلہ نے پڑھا۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مثمر بثمرات حسنہ بنائے آمین یا رب العالمین۔

(خاکسار حکیم محمد عبداللہ باجوہ عفی اللہ عنہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ظفر وال ضلع سیالکوٹ)

درخواستِ دُعا

میرے ایک غیر از جماعت دوست سخت علیل ہیں ان کی شفایابی کے لئے احباب کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ شافیٔ مطلق انہیں جلد از جلد شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(انور محمود شرما۔ مانٹریال ــــ کینیڈا)

اشتہار برائے فروخت پلاٹ

ایک کنال کا پلاٹ دارالعلوم شرقی میں مناسب قیمت پر قابلِ فروخت ہے۔

ضرورت مند اصحاب

مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں

م۔ ر معرفت الفضل۔ ربوہ

الفضل خود خرید کر پڑھیئے!

ٹریکٹر برائے فروخت

ایک عدد میسی فرگوسن ٹریکٹر ماڈل ۱۹۶۵ء بالکل اچھی حالت میں قابلِ فروخت ہے۔ ضرورت مند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر ملیں۔

برکات احمد ۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ء کی مختصر روداد

۲۸ دسمبر کے اجلاس اوّل کی بقیہ کارروائی

جلسہ سالانہ کے آخری روز یعنی ۲۸ دسمبر کے اجلاس اوّل کی پہلی دو تقریروں کا خلاصہ ۷ جنوری کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اجلاس میں تیسری اور آخری تقریر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید نے "اسلام کا بطلِ جلیل" کے موضوع پر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

اسلام کا بطلِ جلیل

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید نے "اسلام کا بطلِ جلیل" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت اسلام کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ دشمنانِ اسلام کی جرأتیں بڑھ چکی تھیں۔ وہ ہر طرف سے حملے کر رہے تھے۔ ایک طرف آریہ سماج والے ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہے تھے تو دوسری طرف پنجاب میں سکھ راج نے مسلمانوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی نہ جان محفوظ تھی نہ مال۔ نہ عزت محفوظ تھی نہ تہذیب و تمدن۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اپنے دور میں گو امن و امان قائم کر دیا تھا اور مذہبی آزادی بھی بحال کر دی تھی لیکن اس کے ساتھ پادریوں کے ایک لشکر نے اس ملک پر یلغار کر دی۔ انہوں نے مسلمانوں پر بھرپور حملے کئے اور اتنی تیزی سے کامیابی حاصل کی کہ فتح کی خوشی میں بدمست ہو کر مکہ و مدینہ پر تثلیث کا پرچم لہرانے کے منصوبے بنانے لگے۔ بعض بڑے بڑے علمائے اسلام بھی ان کے جال کا شکار ہو گئے اور وہ پکے ہوئے پھل کی طرح عیسائیت کی گود میں جا گرے۔

ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذہبی جہاد کے میدان میں قدم رکھا۔ آپؑ نے اس شان، مہارت اور بے مثل فراست کے ساتھ اہلِ اسلام کی کمان سنبھالی کہ گزشتہ صدیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کا جہاد فی سبیل اللہ بارگاہِ خداوندی میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کے لقب سے نوازا۔

ایک عظیم سپہ سالار اور فتح نصیب جرنیل میں جن خوبیوں کا پایا جانا ضروری ہے وہ آپؑ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں آپ نے اِس رُوحانی جنگ کے لئے ہر قسم کی تیاری کی۔ نہ صرف اسلام کی کتب کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا بلکہ غیر مذاہب کی کتب کا اِس طرح باریک بینی اور دُور رسی کے ساتھ مطالعہ فرمایا کہ ان کا کوئی خلاء اور کمزوری آپؑ کی نظر سے اوجھل نہ رہی آپ نے قرآنی تعلیم اور ارشاداتِ نبویہ کو راہنما بنایا اور قدم قدم پر الٰہی نُور اور ہدایت پانے کے لئے گڑگڑا کر دعائیں کیں۔

آپؑ کی مایۂ ناز تصنیف "براہین احمدیہ" اہلِ اسلام کا ایک جدید اسلحہ خانہ تھا جو دلائل و براہین سے آراستہ تھا جسکے استعمال سے دشمنانِ اسلام کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی اور اپنوں کو نئی جرأتیں اور نئے حوصلے نصیب ہوئے۔ انہیں اپنے پر اعتماد کی دولت میسر آئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا جہاں تک رُوحانی فوج کی تیاری کا سوال تھا آپؑ نے اپنی جماعت کے افراد میں مقصد اور سچائی پر کامل یقین پیدا کیا۔ اپنے مقصد سے عشق اور والہیت کا تعلق قائم کیا۔ دلائل کا بہترین استعمال سکھایا ان میں کامل نظم و ضبط پیدا کیا اور انہیں اطاعت کا سلیقہ سکھایا۔

آپ نے اِس میدانِ کارزار میں بے نظیر حکمتِ عملی سے کام لیا۔ آپ نے تمام مذاہب کے پیروؤں کو کہا کہ تم اپنے مذہب کی طرف صرف وہی دعویٰ اور خوبی پیش کرو جس کی سند تمہاری کتب میں موجود ہو اور دوسرے مذہب کی طرف صرف وہی بات منسوب کرو جو اُن کی کتاب میں لکھی ہو۔ آپ کے پیش کردہ اِس فیصلہ سے ان کا طلسم دھواں بن کر اُڑ گیا اور حقائق کے چہرہ سے نقاب اُٹھ گیا آپ نے کامیاب دفاع کے بعد دشمن پر جارحانہ حملہ کا طریق اختیار کیا۔ اس کے اعتراضات کے مسکت جوابات دینے کے بعد الزامی جوابات کی ایسی شدید کارروائی شروع کی کہ انہیں سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا جس طرح جنگ میں سب سے زیادہ حرمت والی چیز قومی علَم سمجھا جاتا ہے اور فوج کا ہر سپاہی اس کے لئے کٹ جانے پر آمادہ و تیار رہتا ہے اسی طرح مذہبی میدانِ کارزار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناموسِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی غیرت تھی جونہی کسی نے آپؐ کی شانِ مبارک میں گستاخی کی آپؑ کا ردِّ عمل ایسا شدید ہوا کہ وہ آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ فرزندِ جلیل اور فتح نصیب جرنیل تھے جنہوں نے مذہبی جہاد کے میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جو بے نظیر اور بے مثال تھے۔ آپ نے اپنے منصب کا خوب خوب حق ادا کیا۔

موصی بھائیوں کیلئے خاص توجّہ کے قابل اعلان

فارم اصل آمد پُر کرنے کی اہمیّت

قاعدہ یہ ہے کہ ہر موصی کی دورانِ سال جو حقیقی آمد ہو اس پر اس کا حصّہ آمد ادا ہونا چاہیئے۔ ہر سال کے شروع میں ہر موصی کا ایک بجٹ تجویز ہوتا ہے۔ مثلاً سال کی آمدنی بارہ صد روپے سمجھ کر ۱/۱۰ حصّہ مبلغ ۱۲۰/- روپے بجٹ مقرر ہو گیا لیکن آخر سال میں اصل آمد کو مدِّنظر رکھ کر وصولی کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

دورانِ سال ہر مہینے آمد مختلف ہو سکتی ہے۔ کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ۔ تاجر اصحاب کے لئے یہ صورت خاص طور پر پیدا ہوتی رہتی ہے۔ ملازمین اور کاشتکاروں کے لئے بھی یہ صورت ممکن ہے۔ دفتر بہشتی مقبرہ میں ہر موصی کا علیحدہ علیحدہ کھاتہ ہے جس میں موصی کی اصل آمد کے مطابق واجب الادا حصّہ آمد اور ادا شدہ رقم کا اندراج ہوتا ہے اور یہ اندراج موصی کے اپنے بیان کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ وصیّت کا معاملہ خالصتہً اللہ تعالیٰ اور موصی کے درمیان ہے۔ چونکہ اصل آمد کم و بیش ہو سکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے اس لئے لازمی ہے کہ ہر موصی ہر سال کے اخیر پر اپنی اصل آمد سے دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو مطلع کرے تا اس آمد کو مدِّنظر رکھ کر دفتر والے موصی کے کھاتہ میں اس کے فاضلہ یا بقایا کا اندراج کر سکیں اور اس بارے میں موصی کو اطلاع دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی موصی صاحب سال کے اخیر پر اپنی سال بھر کی کُل آمد کی اطلاع نہ دے گا تو دفتر والے اس کے ذمّہ بقایا یا اس کے فاضلہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

قواعد کے مطابق دفتر بہشتی مقبرہ والے مالی سال کے اخیر پر (اپریل مئی میں) ہر موصی کو مطبوعہ اصل آمد فارم بھیجتے ہیں لیکن بہت سے موصی احباب اِس فارم کے پُر کرنے میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور اسے واپس دفتر کو بھجوانے میں بے پرواہی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا حساب واضح نہیں ہوتا بلکہ اصل آمد معلوم نہ ہونے کی بناء پر اصولاً وہ موصی بقایادار قرار پاتے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق ایسے اصحاب کی وصایا قابلِ منسوخی قرار پاتی ہیں۔ پس فارم اصل آمد کا پُر کر کے دفتر کو بھجوانا ہر لحاظ سے موصی بھائیوں کے مفاد میں ہے۔ سب احباب کو اس کا پورا التزام کرنا چاہیئے ورنہ مجلس کارپرداز ازروئے قواعد اِس بارے میں سہل انگاری کرنے والے اصحاب کی وصیّتوں کو منسوخ قرار دینے پر مجبور ہوتی ہے۔

(صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

(ق ب) رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴